الحمد للہ

شغل برزخ کے اثبات اور وہابیہ وہابیت کے ابطال واسکات مین

یہ مبارک فتوے

مسمے بنام تاریخی

الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ

۱۳۰۹ھ

تصنیف لطیف وترصیف منیف

عالم اہلسنت ناظم ملت مفتی شریعت حامی طریقت بحر العلوم عطیۃ بنی الامۃ
صاحب حجت قاہرہ مؤید سنت زاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا مولوی
محمد احمد رضا خان صاحب حنفی قادری برکاتی بریلوی قبلہ مدظلہ العالی

مطبع اہل سنت وجماعت واقع بریلی مین طبع ہوا

بار اول — ایکہزار جلد — قیمت ۵ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علمائے دین متین اس مسئلہ مین کہ ایک شخص صورت شیخ کو واسطہ وصول فیض جانکر وقت ذکر یا مراقبہ کے اوسکا تصور کرتا ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے اشغال نقشبندیہ کے بیان مین اپنی کتاب قول الجمیل مین فرمایا ہے واذا غاب الشیخ عنہ یتخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبۃ والتعظیم فتفید صورتہ ما تفید صحبتہ اسطور پر کہ حق سبحانہ تعالی کی ذات پاک سے مرشد کے لطائف مین فیض نازل ہوکر مرید کے لطائف پر وارد ہوتا ہے اور یہ بھی جب تک کہ اوسکو مناسبت کاملہ ذات حق سبحانہ تعالی سے نہو اور جب مناسبت کاملہ پیدا ہو جاتے پھر ضروری نہ جانے اور مرشد کو فقط واسطہ اور وسیلہ فیض کا جانتا ہے نہ عالم الغیب جانے نہ حاضر و ناظر اور معبود و مسجود متقرر کرے بلکہ ان امور کا غیر خدا کے واسطے ثابت کرنا شرک سمجھے جائز ہے یا نہ اگر جائز ہے تو اوسکی سند قرآن ہے یا حدیث یا قول مجتہد یا اجماع اگر نہین جائز تو ادلہ اربعہ سے اوسکے لیے کونسی دلیل ہے بینوا توجروا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

الحمد للہ الذی ھدنا لربط القلوب باعظم برزخٍ بین الامکان والوجوب والصلوۃ

والسلام علی اجمل مطلوب آجل وسیلۃ لاصلاح الخطوب صلوٰۃ تمحو رین
العیوب وتمثل فی الفؤاد صورۃ المحبوب متشہدا بالتوحید لعلام الغیوب وبالرسالۃ
الکبریٰ لشفیع الذنوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسائط الکرام
قال الفقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی
لم اللہ تعالیٰ شعثہ وتحت للواء الغوثی بعثہ تصور شیخ بروجہ رابطہ جسے برزخ
مبتدا ۱۲
بھی کہتے ہیں جسطرح حضرات صوفیۂ صافیہ قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم الوافیہ مین خلفاً عن سلف
معمول ومأثور اور اونکی تصانیف منیفہ مکتوبات شریفہ وملفوظات لطیفہ مین بتواتر مذکور و
مسطور وغیر مستور کہ شبح شیخ حاشا بلکہ عین شیخ اکہ شبح حضوراً وغیبۃً صرف مرآت ملاحظہ
ہو اور کار حقیقۃً کار روح جو بعد صفائے کدورات حیوانیہ وانجلائے ظلمات نفسانیہ صورت
واحدۂ شہادت وہیاکل متکثرۂ مثالیہ مین دفعۃً ہزار جگہ کام کرسکتی ہی جیساکہ بارہا مشائخ
ومرئی اور حضرات اولیا سے بکثرت مروی اور عالم رؤیا مین نہ شرط ولایت جاری جیسے فعال
عجیبہ وتصرفات غریبۂ روح انسانی پر اطلاع کامل وہ جانتا ہے کہ یہ تو اوسکے بحار زاخرہ
وامواج قاہرہ سے ایک قطرۂ قلیلہ ہے اور خود بعد تمرن واعتیاد وتکامل مناسبت اوس
صورت متخیلہ کا نے اعانت تخییل حرکت وکلام او شکلات راہ مین قیام واہتمام اور دقائق
وحقائق کاشفاً حل تام کما تشہد بہ شہود الشہود والتجربۃ دلیل جلی وجلیل ہے
کہ یہ فقط پیکر مخزون کا علی عکس المعتاد خزانۂ خیال سے حس مشترک کیطرف عود قہقری نہین
بلکہ وہی مرکب مثال مین شہسوار روح کی جولانیان ہین اگرچہ خود فاعل کو شعور جیسے شعور بالشعور
نہو کما ہو المشہود لعموم الناس فی غیبۃ الرؤیا ورنہ صدہا افعال اختیاریہ کو
شعور سے انفکاک نہین اتقن ہذا فانہ مہم نافع ولاکثر الشبہات حاسم قالع

صرف واسطۂ وصول ونا و دان فیض و باعث جمعیت خاطر و زوال تفرقہ جانے شرعاً جائز جسکے منع پر شرع سے اصلاً دلیل نہین نہ کہ معاذ اللہ شرک و کفر کہنا جیسا کہ زبان زد سفہائے منکرین ہے والناس اعداء لما جہلوا ۔ ؎ منعم کنی زعشق وے اے زاہد زمان ❊ معذور دارمت کہ تو او را ندیدۂ ❊ ورحم اللہ القائل ۔ ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ❊ چون ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند ❊ یا ھذا بقاعدہ اصول وتصادق وتطابق معقول ومنقول بیّنہ ذمہ مدعی ہے اور قائل جواز متمسک باصل جسے ہرگز کسی دلیل کی حاجت نہین بعض حضرات جہلاً یا تجاہلاً مانع فقہی وبحثی مین فرق نہ کرکے دھوکا کھاتے یا مغالطہ دیتے ہین کہ تم قائل جواز اور ہم مانع ومنکر تو دلیل تمہین چاہیے حالانکہ یہ سخت ذہول وغفلت یا کید وخدیعت ہے بجانا یا جانا اور نہ جانا کہ قول جواز کا حاصل کتنا صرف اسقدر کہ لم ینہ عنہ یا لم یؤمر بہ ولم ینہ عنہ تو مجوز نافی امر ونہی ہے اور نافی پر شرعاً وعقلاً بیّنہ نہین جو حرام وممنوع کہے وہی شرعی کا مدعی ہے ثبوت دینا اوسکے ذمے ہے کہ شرع نے کہان منع کیا ہے علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی رسالۃ الصلح بین الاخوان مین فرماتے ہین ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالٰی باثبات الحرمۃ والکراھۃ اللذین لا بد لھما من دلیل بل فی الاباحۃ التی ھی الاصل علامہ علی مکی رسالہ اقتدا بالمخالف مین فرماتے ہین من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلۃ ھو الصحۃ واما القول بالفساد والکراھۃ فیحتاج الی حجۃ غرض مانع فقہی مدعی بحثی ہے اور جواز کا قائل مثل سائل مدعا علیہ جس سے مطالبہ دلیل محض جنون یا تسویل اوسکے لیے یہی دلیل بس ہے کہ منع پر کوئی دلیل نہین مسلم الثبوت مین ہے کل ما علم فیہ المدرک الشرعی للحرج فی فعلہ وترکہ فذلک مدرک شرعی لحکم الشارع بالتخییر فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ رسالہ اقامۃ

القیامة علی طاعن القیام لنبی تہامہ ۱۲۹۹ھ ورسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین ۱۳۰۱ھ
وغیرہما مین اس بحث کو واضح کر چکا وللہ الحمد امثال مقام مین نہایت سعی منکرین عدم نقل سے
استدلال ہے ذلک مبلغہم من العلم مگر نزد عقلا فضلا عن الفضلاء یہ محض استناد تشبث
بالحشیش وخرط القتاد عدم نقل نقل عدم نہین نہ عدم فعل منع کو مستلزم کاش خود
معنی جواز لم یؤمر بہ ولم ینہ عنہ کو سمجھتے تو جانتے کہ جس امر سے اوسکا ابطال چاہتے
ہین وہ خود اوسکی حد کا احد المصادیق ہے کہ نقل مع عدم الطلب فعلاً وکفاً وعدم ذکر راسا
دونون اوسی انعدام امر ونہی کی صورتین ہین تو یہ استدلال ایسا ہوا کہ ثبوت اخص کو ارتفاع
اعم پر دلیل بنایئے وھل ھو الا بہت بحت یہ بحث بھی فقیر نے اپنے رسائل مذکورہ و
نیز رسالہ انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار ۱۳۰۵ھ ورسالہ سرور العید السعید ۱۳۰۷ھ
فی حل الدعاء بعد صلاۃ العید وغیرہا مین تمام کر دی وللہ الحسن من احسن تفصیل
تلک المباحث ختام المحققین امام المدققین اعلم العلماء الکرام سیدنا المستند
علم الاسلام سیدنا الوالد قدس الواجد سرہ الماجد فی کتابہ الجلیل اذاقۃ
الاثام لمانعی عمل المولد والقیام وسفرہ الجمیل اصول الرشاد لقمع مبانی
الفساد وغیرہما من تصانیفہ الجیاد علیہ رحمۃ الجواد اور اگر عدم نقل ہی
پر مدار منع ٹھہرا تو ایک شغل برزخ ہی پر کیا موقوف عامہ اشغال واذکار اور انکے
طرق واطوار کہ طبقۃً فطبقۃً تمام اکابر اولیائے کرام قدست اسرارہم مین رائج ومعمول رہے
سب معاذ اللہ بدعت شنیعہ وحرام وممنوع قرار پاینگے کہ ان مین بہت تو راسا او
بہت باین ہیأت خاصہ واوضاع جزئیہ ہرگز حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم یا صحابہ وتابعین سے ثابت نہین ہان ہان قول الٰہی عز شانہ وجل فیما یرویہ عنہ

نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من عادی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب کما فی الجامع الصحیح وغیرہ بھلاکر بہ نہایت وقاحت اس لازم شنیع کا التزام کرلینا اور جماہیر ساداتِ طریقت وسلاطین حقیقت کو معاذ اللہ مخترع بدعات و مروج سیآت کہدینا اگرچہ منکر مکابر کے نزدیک سہل ہو قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر مگر اتنا یاد رہے کہ یہ ما نگر گھر کی بھی جائیگی ذرا امام الطائفہ کے نسباً وادا آلمہذا دادا بیعۃ پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی بھی سنلو کہ وہ قول الجمیل میں جسکی وضع انہیں اذکار محدثہ و اشغال حادثہ کی ترویج و تعلیم کے لیے ہے کیسا کھلا اقرار فرماتے ہیں صحبتنا متصلۃ الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان لم یثبت تعین الاداب ولا تلک الاشغال اھ ملخصاً ہماری صحبت تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے اگرچہ خاص یہ آداب و اشغال ثابت نہیں) اوسی میں ہے لا نظن ان النسبۃ لا تحصل الا بھذہ الاشغال بل ھذہ طریق لتحصیلہا من غیر حصر فیہا و غالب الرأی عندی ان الصحابۃ والتابعین کانوا یحصلون السکینۃ بطرق اخری الخ یہ نہ سمجھنا کہ نسبت بس انھیں اشغال سے حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ بھی اُسکی تحصیل کے طریقے ہیں کچھ انہیں حصر نہیں اور میرا زیادہ گمان یہ ہے کہ صحابہ و تابعین اور ہی طریقوں سے نسبت حاصل فرماتے تھے) معلم ثالث وہابیہ مولوی خرم علی صاحب مصنف نصیحۃ المسلمین اسکے ترجمہ شفاء العلیل میں اسکے بعد لکھتے ہیں مترجم کہتا ہے مصنف محقق نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اوکھاڑ دیا بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ و تابعین کے زمانے میں نتھے تو بدعت سیئہ ہوئی خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس امر کے واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ تعالیٰ

عنہم نے یہ اشغال مقرر کیے ہین وہ امر زمانۂ رسالت سے ابتک برابر چلا آیا ہے گو طرق اوسکی
تحصیل کے مختلف ہین فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے
مجتہدین شریعت نے استنباط احکام ظاہر شریعت کے اصول ٹھہرائے اولیائے طریقت
نے باطن شریعت کی تحصیل کے جسکو طریقت کہتے ہین قواعد مقرر فرمائے تو یہان بدعت
سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے ہان یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہ کو بسبب صفائے طبیعت
اور حضور خورشید رسالت تحصیل نسبت مین اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین
کے کہ اونکو بسبب بعد زمان رسالت کے البتہ اشغال مذکورہ کی حاجت ہوئی جیسے صحابہ
کرام کو قرآن وحدیث کے فہم مین قواعد صرف ونحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہل
عجم اور بالفعل کے عرب اوسکے محتاج ہین واللہ اعلم امام الطائفہ کے نسبا چچا علاباپ طریقت
دادا مولٰنا شاہ عبد العزیز صاحب حاشیۂ قول الجمیل مین فرماتے ہین اسیطرح
پیشوایان طریقت نے جلسات وہیات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کیے ہین مناسبات
مخفیہ کے سبب سے جنکو مرد صافی الذہن راسخ در علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے (الی قولہ) تو ہمکو
یاد رکھنا چاہیے اھ ترجمۃ البلہوری مولوی بلہوری اسے نقل کر کے کہتے ہین یعنے ایسے امور کو
مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعضے کم فہم سمجھتے ہین۔
مرزا مظہر جان جانان صاحب جنھین شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے مکتوبات مین نفس
زکیہ وقیم طریقۂ احمدیہ وداعی سنت نبویہ ومتجلی بانواع فضائل وفواضل کہا اپنے مکتوبات
مین لکھتے ہین مراقبات باطوار معمولہ کہ در قرون متاخرہ رواج یافتہ از کتاب وسنت ماخوذ
نیست بلکہ حضرات مشایخ بطریق الہام واعلام از مبدء فیاض اخذ نمودہ اند وشرع
ازان ساکت ست وداخل دائرۂ اباحت اونھین کے ملفوظات مین ہے حضرت مجدد

رضی اللہ عنہ طریقۂ نو بیان نمودہ اند او سیمین ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ
علیہ طریقہ جدیدہ بیان نمودہ اند بات کے پورے تو جب ہین کہ آنکھیں بند کر کے ان صاحبونکو
بھی بدعتی گمراہ کہہ بھاگین ورنہ یہ تو ستم سینہ زوری ہوئی کہ اکابر محبوبان خدا قرون متطاولہ
سے سب معاذ اللہ مجرم احداث چنین وچنان ٹھہرین اور ان صاحبون پر صرف اس لالچ
کہ امام الطائفہ کے علاقہ والے ہین آنچ نہ آئے یہ تو دین نہوا دھینگا مشتی ہوئی اتی حضرت
یہ سب ایکطرف خود امام الطائفہ کی خبر لیجیے وہ سر بازار اپنا اور اپنے پیر و مرشد کا بدعتی
ومخترع فی الدین ہونا پکار رہا ہے صراط المستقیم مین لکھتا ہو اشغال مناسبہ ہر وقت
وریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا میباشند ولہذا محققین ہر وقت از اکابر ہر طرق در
تجدید اشغال کوششہا کردہ اند بنا بر علیہ مصلحت دید وقت چنان اقتضا کرد کہ یک باب
ازین کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب اینوقت ست تعیین کردہ شود خدارا
ذرا ہٹ دھرمی کی نہین سہی خدا لگتی کہو تو نہ صرف اشغال بلکہ تمام بحث تعریف بدعت کا
یہین خاتمہ ہو گیا اب کیا ہوئے وہ قرون ثلثہ کی تخصیص پر جبروتی اصرار اب کدھر گئی وہ
بات بات پر من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد اور کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ
فی النار کی تکرار امام وہابیت کیشان اور اونکے حضرت ایشان تیرھوین صدی مین
بیٹھے خاص امر اعظم دین و وجوہ تقرب رب العلمین مین نئی نئی باتین گھڑ رہے ہین جنکا خود او
اوائے تین قرن کیا معنے تین تین چھ اور چھ اور چھ بارہ قرن تک نام و نشان نہین لیکن نہ وہ
بدعتی ٹھہرتے ہین نہ اونکے اصل ایمان مین خلل آتا ہے نہ اونکے لیے اصحاب البدع
کلاب اھل النار پڑھا جاتا ہو نہ یہ باتین رد و ضلالت وفی النار ہوتی ہین یہ عجب البوالعجبی
ما لا یعجب لعینی یہ کا ہوئے کہانسے آ گیا اب سر کیا کہیے مگر یہ کہ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت

مولی عزوجل ہدایت بخشے آمین خیر بات دور پہونچی خاص مسئلہ شغل برزخ کے متعلق نصوص
اکابر وعمائد حاضر کرون مگر چاشنانہ ارشادات حضرات اولیا قدست اسرارہم کہ اولاً وہ بہایت
ظہور محتاج اظہار نہین ہو افق ومخالف کون نہین جانتا کہ یہ طریقہ اکابر اولیا کا معمول رہا او
اونکی تصانیف جلیلہ مین جابجا اسکی روشن تصریحین ہین ثانیاً شاید اون کے ارشاد
منکر متعصب کو نفع بھی نہ دین۔ ہان شاید کیون یقیناً نہ دینگے کہ منکر خود بھی ارشاد اولیا
سے قولاً وفعلاً اوسکے متواتر ثبوت پر مطلع پھر بھی بر سر انکار وابطال وادعاء ضلال
ہی اللہ تعالی کی بیشمار رحمتین شیخ شیوخ الہند عاشق المصطفی وارث الانبیا ناصر الاولیا مولینا
وبرکتنا حضرت شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدس اللہ تعالے سرہ القوی بیرکا اشعۃ اللمعات
شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین وانچہ مروی ومحکی ست از مشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح
کمل واستفادہ ازان خارج از حصر ست ومذکور ست در کتب ورسائل ایشان ومشہور ست
میان ایشان وحاجت نیست کہ آنرا ذکر کنیم وشاید کہ منکر متعصب سود نکند اورا
کلمات ایشان عافانا اللہ من ذلک افسوس ان مدعیان حقانیت کی حالت یہانتک
پہونچی کہ بندگان خدا محبوبان خدا کے کلام اونکے منہ پیش کرنا عبث وبے سود سمجھتے بلکہ
اس سے ڈرتے ہین کہ کہین انکے مقابلے مین اور بھی گستاخیون پر نہ اوتر آئین عافانا اللہ تعالی
من کل ذلک لہذا ہمین صرف اقوال علما پر اکتفا کرون یاد وہ لوگ جنھین ہانے بغیر بیچارے
مخالف کو چارہ نہین شاہ ولی اللہ کی ایک عبارت تو سائل نے سوال مین نقل کی
جسکے ترجمہ مین معلم ثالث وہابیہ شفاء العلیل مین یون کہتے ہین جب مرشد اوسکے
پاس نہو تو اوسکی صورت کو اپنی دونون آنکھون کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت
اور تعظیم کے تو اوسکی خیالی صورت وہ فائدہ دیگی جو اوسکی صحبت فائدہ دیتی ہے ہمین مولٰنا

شاہ عبد العزیز صاحب سے نقل کیا مولنا نے فرمایا حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ
زیادہ تر قریب ہیں انتہے اب کون کہے کہ شاہ صاحب یہ وہی راہ ہے جسے کچھ دنون بعد
آپکے قریب گھر والے ٹھیٹ بت پرستی بتانیکو ہین شاہ ولی اللہ صاحب انتباہ مین
فرماتے ہین الطریق الثالث طریق الرابطة بالشیخ (الی ان قال) ینبغی ان تحفظ صورته
فی الخیال وتتوجه الی القلب الصنوبری حتی تحصل الغیبة والفناء عن النفس یعنے
خدا تک پہنچنے کی تیسری راہ شیخ کے ساتھ رابطہ کا طریقہ ہے چاہیے کہ اوسکی صورت اپنے خیال مین
محفوظ رکھکر قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو یہانتک کہ اپنے نفس سے غیبت و فنا ہاتھ آئے
اوسیمین ہے ان وقفت عن الترقی فینبغی ان تجعل صورة الشیخ علی کتفك الایمن
وتعتبر من کتفك الی قلبك امرا ممتدا او تأتی بالشیخ علی ذلك الامر الممتد
وتجعله فی قلبك فانه یرجی لك بذلك حصول الغیبة والفناء یعنی اگر تو ترقی سے
رک رہے تو یون چاہیے کہ صورت شیخ کو اپنے دہنے شانے پر لے اور شانے سے دل تک
ایک امر کشیدہ فرض کرلے اور اوس پر صورت شیخ کو لاکر اپنے دل مین رکھے کہ اس تیرے لیے غیبت
و فنا ملنے کی امید ہے یہ عبارتین شاہ صاحب نے رسالہ تحفہ نقشبندیہ سے نقل کین جسکی نسبت
لکھا کہ حضرت والد بزرگوار یعنی شاہ عبد الرحیم صاحب اوسے بہت پسند فرماتے اور مریدون کو
اوسیکے مسلک پر چلاتے اوسیمین یہ بھی لکھا کہ تفرقہ مستمر ہو تو اپنے مرشد مربی کی صورت
خیال مین حاضر کرا امید ہے کہ اوسکی برکت سے تفرقہ مبدل بجمعیت ہو اسی انتباہ مین رسالہ عزیزیہ
سے جسکی اجازت اپنے والد ماجد سے پائی لکھا صورت مرشد پیش خود تصور کرد و بعدہ ذکر گوید الرفیق
ثم الطریق در حق ایشان ہست و برائے نفی خاطر نفسانی وہواجس شیطانی ووساوس ظلمانی
اثرے تمام دارد اوسیمین رسالہ مذکورہ سے لکھا بلکہ حضرت سلطان الموحدین برہان العاشقین

حجۃ المتکلمین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضیخان یوسف ناصحی قدس سرہ العزیز چنین میفرمودند کہ صورت مرشد کہ ظاہر دیدہ میشود مشاہدہ حق سبحانہ وتعالی ست در پردہ آب وگل واما صورت مرشد کہ در خلوت نمودار میشود آن مشاہدہ حق تعالی ست بی پردہ آب وگل کہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ الرحمن من رانی فقد رای الحق در حق او درست شد شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی مین زیر قولہ تعالی واذکر اسم ربک لکھتے ہین یعنی یاد کن نام پروردگار خود را بسبیل دوام در ہر وقت و ہر شغل خواہ بزبان خواہ بقلب خواہ بروح خواہ بسر خواہ بخفی خواہ باخفی خواہ بنفس خواہ ذکر یک ضربی خواہ دو ضربی خواہ بحبس نفس خواہ بیحبس خواہ بدون برزخ خواہ با برزخ الی غیر ذلک من الخصوصیات التی استنبطہا المہرون من اہل الطرائق وتعیین احد الشقین ازین خصوصیات مذکورہ مفوض بصواب دید شیخ مرشد ست کہ بحسب حال ہر چہ اصلح داند تلقین فرماید چنانچہ در آیت دیگر فرمودہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اہ ملتقطا اقول وباللہ التوفیق اس عبارت سے جیسا کہ تصور برزخ کا جواز ثابت ہوا اسکے سوا اور بھی فوائد جلیلہ حاصل مثلا ایک یہ کہ شغل برزخ کے ساتھ ذکر کرنا اطلاق آیت قرآنی کے تحت مین داخل دوم مطلق ذکر پر قرآن وحدیث مین جو عظیم ترغیبین آئین اسے بھی شامل سوم مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر رہیگا اور اوسکا حکم اوسکے جمیع مقیدات مین ساری شرع مین صرف اوسکی اجازت انکی اجازت کے لیے کافی جسکے بعد خصوصیات خاصہ کے ثبوت خاص کی حاجت نہین مطلق اصولی کو مطلق منطقی سمجھنا محض خطا ہی چہارم نیک بات بانضمام اوضاع خاصہ بد نہین ہو سکتی جب تک اوس منضم مین کوئی منع ورخاص شرع سے نہ ثابت ہو پنجم قائل جواز کو صرف اسیقدر بس کہ یہ مقید زیر مطلق داخل جو ممنوع بتائے وہ مدعی ہے اس صورت خاصہ سے منع ثابت

کرے ششم ہیأت عبادات توقیفی ہے ولہذا سیر ووقوف دونون مین شرع مطہر کا اتباع
واجب جہان وہ تھم رہے ہم آگے نہ بڑھین جہان وہ آگے چلے ہم تھم نہ رہین تو اپنی طرف سے
اطلاق بتقیید وتقیید بہ اطلاق دونون ممنوع جسطرح بعد حصر فی وجہٖ احداث وجہ آخر شرع
پر زیادت یونہین بعد اطلاقِ اجازت منعِ بعض صور شرع کی مخالفت اُس توقیف و توقف
کے یہ معنے ہین نہ وہ کہ عبادت الٰہیہ کو معاذ اللہ غیر معقول المعنی سمجھکر مطلقا وارد مورد
پر مقتصر کر دیجیے کما زعم المتکلم القنوجی ہفتم بدعت شرعیہ کی یہ تفسیرین کہ جو بات زمانۂ
اقدس نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مین نہ تھی یا جو کام صحابہ نے نہ کیا جو کچھ قرون ثلثہ مین نہ تھا
کما تزعمہ النجدیۃ علی تفرق کلمہم فیما بینہم تحسبہم جمیعا وقلوبہم شتی
ذلک بانہم قوم لا یعقلون ٥ سب باطل وہوس عاطل ہین ہشتم بدعت لغویہ
کہ تفاسیر مذکورہ حقیقۃً اوسی پر منطبق ہرگز سیئہ مین منحصر نہین اس تقدیر پر قضیہ کل بدعۃ ضلالۃ
قطعاً عام مخصوص منہ البعض ہو گا ہان اگر بدعت شرعیہ لیجیے یعنی ما احدث علی خلاف الحق
المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بیشک یہ اپنی صرافت عموم وخصوصیت
اطلاق پر ہے علما تفسیر حدیث مین دونون طرف گئے مگر یہ اعجوبہ ملفقہ کہ پہلون سے تفسیرین
اور دوسرون سے اطلاق یہ خاص ایجاد حضرات انجاد ہے جسپر شرع سے اصلا دلیل نہین اور
جسکی بنا پر شاہ عبد العزیز وشاہ ولی اللہ سے ہزار برس تک کے ائمہ شریعت و سادات
طریقت بلکہ ہزارون تابعین یا صدہا صحابہ بھی معاذ اللہ بدعتی گمراہ قرار پاتے ہین اور اونکے
بعض جری بیباکون مثل بھوپالی بہادر وغیرہ نے اسکی صاف تصریح بھی کر دی وہ بھی کہان
خاص امیر المومنین غیظ المنافقین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے مین وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ٥ نہم عدم نقل نقل عدم نہین دہم عدم فعل قاضی

منع نہین کف مین اتباع ہے نہ مجرد ترک مین یازدہم یہ جاہلی مغالطہ کہ اس طریقہ مین
کوئی بھلائی ہوتی تو صحابہ ہی کرتے تم کیا اونسے بھی زیادہ دین کی سمجھ رکھتے ہو محض بیہودہ
و نامسموع ہی دوازدہم اولیائے کرام کے ایجادات محمود و مقبول ہین سیزدہم
وہ اہل الذکر ہین دوسرے انکو اونپر اعتراض نہین پہنچتا بلکہ اونکیطرف رجوع اور جو وہ فرمائین
اوسپر عمل چاہیے چہاردہم کفار سے غیر شعار مین اتفاقی مشابہت ہرگز وجہ ممانعت نہین پانزدہم
ورنہ حبس دم کہ جوگیون کا مشہور طریقہ ہے ممنوع ہوتا پانزدہم آیۂ فاسئلوا اہل
الذکر وجوب تقلید مین نص ہے اہل ذکر سے علمائے اہل کتاب مراد لیکر مبحث تقلید سے
آیت کو بیگانہ بتانا غیر مقلد وہابیون کی نری جہالت ہے اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا
الی غیر ذلک من الفوائد مما یستخرجہ البصیر الناقد شاہ صاحب کی یہ نفیس عبارت
کسقدر قابل قدر و منزلت کہ معدود حرفون مین کتنے فوائد نفیسہ بتا گئے اور آدھی بلکہ
دو تہائی وہابیت کو خاک مین ملا گئے والحمد للہ رب العلمین اب پھر شمار عبارات کیطرف
چلیے [11] تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت و خداوند دولت و مرجع و منتہی و مفزع و ملجا و سید و
مولی جناب شیخ مجدد صاحب اپنی مکتوبات کی جلد اول مین فرماتے ہین [12] ہیچ طریقی
[13] اقرب بوصول از طریق رابطہ نیست تا کدام دولتمند را آن سعادت مستسعد سازند ایں تمین
ہے مخدوما مقصد اقصی و مطلب اسنی وصول بجناب قدس خداوندی ست جل سلطانہ لیکن
چون طالب در ابتدا بواسطہ تعلقات شتی در کمال تدنس و تنزل ست و جناب قدس اوتعالی
در نہایت تنزہ و ترفع و مناسبتی کہ سبب افاضہ و استفاضہ است درمیان مطلوب
و طالب مسلوب ست لاجرم از پیر راہ دان راہ بین چارہ نبودہ کہ برزخ بود (الی قولہ)
پس در ابتدا در توسط مطلوب را نے آئینہ پیر توان دید [14] جلد دوم مین فرمایا نسبت رابطہ

ہموارہ شمارا با صاحب رابطہ میدارد و واسطۂ فیوض انعکاسی میشود شکر این نعمت عظمی بجا باید آورد
جلد سوم میں لکھا پرسیدہ بودند کہ لم این چیست کہ چون در نسبت رابطہ فتور میرود در اتیان
سائر طاعات التذاذی نمی یابد بدانند کہ ہمان وجہیکہ سبب فتور رابطہ گشتہ است مانع التذاذ است
والی قولہ استغفار باید نمود تا بکرم اللہ سبحنہ اثر آن مرتفع گردد اور وہ بھی ملاحظہ ہو جائے
جو انھیں مکتوبات کی جلد دوم مکتوب سیم میں فرمایا خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ را
نوشتہ بودند کہ بحدے استیلا یافتہ است کہ در صلوات آنرا مسجود خود میدانند و می بینند و اگر
فرضا نفی کنند منتفی نمیگردد محبت اطوار این دولت متمنائے طلاب ست از ہزاران یکے را
مگر بدہند صاحب این معاملہ مستعد تام المناسبۃ است محتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا
جمیع کمالات او را جذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ چرا محاریب
و مساجد را نفی نکنند ظہور این قسم دولت سعادتمندان را میسر ست تا در جمیع احوال صاحب رابطہ
را متوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعۂ بید ولت کہ خود را مستغنی
دانند و قبلہ توجہ از شیخ خود منحرف سازند و معاملہ خود را برہم زنند الحمد للہ اس عبارت باہرہ کا
ایک ایک کلمہ قاہرہ از بیخ برکن نجدیت بائرہ ہے وللہ الحجۃ الظاہرہ آمدیم بر نصوص علما
کتاب[۱۵] مستطاب حدائق الانوار فی الصلوۃ والسلام علی النبی المختار صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم میں ہے الحدیقۃ الخامسۃ فی الثمرات التی یجتنیہا العبد بالصلوۃ علی رسول
اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم والفوائد التی یکتسبہا ویقتنیہا پانچواں حدیقہ ان
پھلوں کے بیان میں جنھیں بندہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر درود بھیجکر چنتا ہے
اور ان فائدوں میں جنھیں درود کی برکت سے کسب و تحصیل کرتا ہے پھر چالیس فائدے
گنا کر کہتے ہیں الاربعون وھو من اعظم الثمرات واجل الفوائد المکتسبات

بالصلوٰۃ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انطباع صورتہ الکریمۃ فی النفس

اکتالیسواں [۴۱] فائدہ۔ وہ فائدے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجکر حاصل کرتے ہیں ان میں

اجل و اعظم فائدہ وہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا دل میں نقش ہوتا ہے

امام [ثا] ابو عبد اللہ ساحلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیۃ السالک میں فرماتے ہیں ان من

اعظم الثمرات واجل الفوائد المکتسبات بالصلوٰۃ علیہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم انطباع صورتہ الکریمۃ فی النفس انطباعًا ثابتًا متأصلًا متصلًا

وذلک بالمداومۃ علی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باخلاص

القصد وتحصیل الشروط والاداب وتدبر المعانی حتی یتمکن حبہ من الباطن

تمکنًا صادقًا خالصًا یصل بین نفس الذاکر ونفس النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم ویؤلف بینہما فی محل القرب والصفا الخ ثمرات و فوائد کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم پر درود بھیجکر حاصل کیے جاتے ہیں ان کا اعظم واجل یہ ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا پائدار و مستحکم و دائمی نقش دل میں ہو جائے یہ یوں

حاصل ہوتا ہے کہ نیت خالص و رعایت شروط و آداب و غور و فکر معانی کے ساتھ

حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی مداومت کریں یہاں تک

کہ حضور کی محبت ایسی سچے خالص طور پر دل میں جم جائے جسکے سبب نفس ذاکر کو نفس

اقدس حضور والا صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے اتصال اور محل تقرب و صفا میں باہم

الفت حاصل ہو [۱۹] علامہ فاسی محمد بن احمد بن علی قصری رحمۃ اللہ تعالے علیہ مطالع

المسرات شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں وقد ذکر بعض من تکلم علی الاذکار

وکیفیۃ التوبیۃ بہا انہ اذا کمل لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم فلیشخص بین عینیہ ذاتہ الکریمۃ بشریۃ من نورہ فی ثیاب من نورہ
یعنی لتنطبع صورتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی روحانیتہ ویتالف معہا تالفا
یتمکن بہ من الاستفادۃ من اسرارہ والاقتباس من انوارہ صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم قال فان لم یرزق تشخص صورتہ فیری کانہ جالس عند قبرہ المبارک
یشیر الیہ متی ما ذکرہ فان القلب متی ما شغلہ شئ امتنع من قبول غیرہ
فی الوقت الی ان کلامہ فیحتاج الی تصویر الروضۃ المشرفۃ والقبور المقدسۃ
لیعرف صورتہا ویشخصہا بین عینیہ من لم یعرف من المصلین علیہ فی
ھذا الکتاب وھم عامۃ الناس وجمھورھم اھ ملخصا یعنی بعض علما جنھون نے
اذکار اور اونسے تربیت مریدین کی کیفیت بیان کی فرماتے ہین کہ جب ذکر لا الہ الا اللہ
کو محمد رسول اللہ سے کامل کرے تو چاہیے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کا تصور اپنے پیش نظر جمائے کہ بشری صورت نور کی طلعت نور کے کپڑون مین اس غرض سے کہ
حضور والا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی صورت اسکے آئینۂ روح مین منقش ہو جائے اور
وہ الفت پیدا ہو جسکے سبب حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے اسرار سے استفادہ
اور انوار سے اقتباس کر سکے۔ وہی عالم فرماتے ہین جسے حضور پر نور صلے اللہ تعالے علیہ
وسلم کی صورت کریمہ کا تصور روزی نہو وہ یہی خیال جمائے کہ گویا مزار مبارک کے سامنے
حاضر ہے اور ہر بار ذکر شریف کے ساتھ مزار اقدس کیطرف اشارہ کرتا ہے یہ اسلیے کہ دل
کو جب ایک چیز مشغول کر لیتی ہی تو اسوقت دوسری کسی شے کو قبول نہین کرتا اسی نقل
کرکے علامہ فاسی فرماتے ہین جب بات یہ ٹھہری تو روضۂ مطہرہ و قبور معطرہ کی تصویر
بنانے کی حاجت ہوئی کہ جن دلائل الخیرات پڑھنے والونکو اونکا نقشہ معلوم نہین اور اکثر

ایسی ہی ہین وہ پہچان لین اور اونکا تصور پیش نظر رکھین شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث قدس سرہ جذب القلوب الی دیار المحبوب صلی اللہ تعالے علیہ وسلم وکتاب ترغیب

اہل السعادات مین فرماتے ہین از فوائد صلاۃ بر سید کائنات علیہ افضل الصلاۃ ست

تمثل خیال وے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم در ذہن کہ لازم کثرت صلاۃ ست بانعت حضور

وتوجہ اللہم صل وسلم علیہ اھ ملتقطا امام محمد ابن الحاج عبدری مکی قدس سرہ مدخل مین فرماتے ہین من لم یقدلہ بزیارتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بجسمہ فلینوھا کل وقت بقلبہ ولیحضر قلبہ انہ حاضر بین یدیہ متشفعا بہ الی من من بہ علیہ کما قال الامام ابو محمد بن السید البطلیوسی رحمہ اللہ تعالی فی رقعتہ التی ارسلھا الیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وھن ابیات ؎

الیک افر من زللی و ذنبی	وانت اذا لقیت اللہ حسبی
وزورۃ قبرک المحجوج قدما	مناي و بغیتي لو شاء ربي
فان احرم زیارتہ بجسمي	فلم احرم زیارتہ بقلبي
الیک غدت رسول اللہ مني	تحیۃ مومن دنف محب

یعنے جسے مزار اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی زیارت جسم سے نصیب نہوئی ہو وہ ہر وقت دل سے اوسکی نیت رکھے اور دلمین یہ تصور جمائے کہ مین حضور پر نور صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ کے حضور حاضر ہون حضور سے اوسکی بارگاہ مین اپنے لیے شفاعت چاہ رہا ہون جسنے حضور کی امت مین داخل فرماکر مجھپر احسان کیا جیسا کہ امام ابو محمد بن السید بطلیوسی رحمۃ اللہ تعالے علیہ نے اپنی اوس عرضی مین کہ مزار پر انوار پر بھیجی یہ ابیات عرض کین کہ یا رسول اللہ مین اپنی لغزش وگناہ سے حضور ہی

اسکیطرف بھاگتا ہون اور جب مین خدا سے ملون تو حضور مجھے کافی ہین حضور کی قبر مبارک
کی زیارت کہ ہمیشہ سے جسکا حج ہوتا ہو یعنے مسلمان خاص اُسکی نیت کرکے دور دور سے
حاضر ہوتے ہین میری آرزو و مراد ہے اگر میرا رب چاہے اگر جسم سے اوسکی زیارت مجھ نصیب
نہوئی تو دل کی زیارت سے محروم نہین ہون صبحدم حضور کی بارگاہ مین حاضر ہے یا رسول اللہ
میرا ظرف سے ایک سلام محب بیمار محبت کا مجرا امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح
بخاری مواہب لدنیہ و منح محمدیہ اور علامہ محمد زرقانی اوسکی شرح مین فرماتے ہین یلازم
الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الھیبۃ کما کان یفعل بین
یدیہ فی حیاتہ (اذ ھو حی) ویستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام وسماعہ لسلامہ کما ھو فی حال حیاتہ اذ لا فرق بین موتہ وحیاتہ
فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم
وذلک عندہ جلی لاخفاء بہ ویمثل (یصور) الزائر وجھہ الکریم علیہ
الصلوٰۃ والسلام فی ذھنہ ویحضر قلبہ جلال رتبتہ وعلو منزلتہ
وعظیم حرمتہ اھ ملخصا یعنے زائر ادب و خشوع و تواضع کو لازم پکڑے آنکھین بند
کیے مقام ہیبت مین کھڑا ہو جیسا حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی عالم حیات ظاہری مین
حضور کے سامنے کرتا کہ وہ اب بھی زندہ ہین اور تصور کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم اوسکی حاضری سے آگاہ ہین اوسکا سلام سن رہے ہین بعینہ اُسیطرح جیسے حال
حیات ظاہری مین کہ حضور کی وفات وحیات دونون ان امور مین یکسان ہین کہ حضور
اپنی امت کو دیکھنے اون کے احوال کو پہچانتے اور اونکی نیتون اور ارادون اور دل کے
خطرون سے آگاہ ہین اور یہ سب باتین حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ایسی

روشن ہین جنمین اصلا پوشیدگی نہین اور زائر اپنے ذہن مین حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے چہرۂ کریمہ کا تصور جمائے اور دلمین حضور کی بزرگی مرتبہ و بلندی قدر و احترام عظیم کا
خیال لائے علامہ رحمت اللہ سندی [۲۶] تلمیذ امام ابن الہمام منسک متوسط اور علامہ علی
قاری مکی اوسکی شرح مسلک متقسط مین فرماتے ہین ثم توجہ (ای بالقلب
والقالب) مع رعایۃ غایۃ الادب فقام تجاہ الوجہ الشریف متواضعا فزعا خا
شعا مع الذلۃ والانکسار والخشیۃ والوقار والھیبۃ والافتقار غاض الطرف
مکفوف الجوارح فارغ القلب (عن شواغلہ) واضعا یمینہ علی شمالہ
مستقبلا لوجہہ الکریم مستدبر اللقبلۃ متمثلا صورتہ الکریمۃ فی خیالہ
(ای فی تخیلات بالہ بتحسین حالہ) مستشعرا بانہ علیہ الصلاۃ والسلام
عالم بحضورہ وقیامہ وسلامہ (ای بل بجمیع افعالہ واحوالہ وارتحالہ
ومقامہ) وکانہ حاضر جالس بازائہ مستحضرا عظمتہ وجلالہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم اھ ملخصا یعنے زائر دل و بدن دونون سے نہایت ادب مزار اقدس کیطرف متوجہ
ہوکر مواجہہ شریفہ مین کھڑا ہو تواضع و خشوع و خضوع و تذلل و انکسار و خوف و وقار
و ہیبت و محتاجی کے ساتھ آنکھین بند کیے اعضا کو حرکت سے روکے دل اوس مقصود مبارک
کے سوا سب سے فارغ کیے ہوئے دہنا ہاتھ بائین پر باندھے حضور اقدس صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم کیطرف مونھ اور قبلہ کو پیٹھ کرے دلمین حضور والا صلوات اللہ تعالی وسلامہ
علیہ کی صورت کریمہ کا تصور باندھے کہ یہ خیال تجھے خوشحال کردیگا اور خوب ہوشیار
ہوجا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالے علیہ وسلم تیری حاضری و قیام و سلام بلکہ تمام افعال
و احوال و منزل منزل کے کوچ و مقام سے آگاہ ہین اور یہ تصور کر کہ گویا حضور تیرے سامنے

حاضر و تشریف فرما ہین اور حضور کی عظمت و جلال کا خیال اپنے ذہن مین حاضر رکھے امام مجد الدین ابو الفضل عبد اللہ بن محمود موصلی اپنے متن مختار کی شرح اختیار مین پھر علمائے دولت علیہ سلطان اورنگ زیب انار اللہ برہانہ فتاوائے عالمگیری مین فرماتے ہین یقف کما یقف فی الصلوٰۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ البہیۃ کانہ نائم فی لحدہ عالم بہ یسمع کلامہ یعنے زائر روضۂ منورہ کے حضور دست بستہ بادب یون کھڑا ہو جیسے نماز مین کھڑا ہوتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صورت کریمۂ روشن کا تصور باندھے گویا حضور مرقد اطہر مین لیٹے ہین زائر کو جانتے اور اوسکا کلام سنتے ہین امام اجل قاضی عیاض نے شفا شریف مین امام ابو ابرہیم تجیبی سے نقل فرمایا کہ وہ فرماتے ہین واجب علی کل مؤمن متی ذکرہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ویتأدب بما ادبنا اللہ تعالی بہ ہر مسلمان پر واجب ہی جب حضور پر نور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا ذکر کرے یا حضور کا ذکر اوسکے سامنے کیا جائے کہ خضوع و خشوع و وقار بجا لائے جسم کا کوئی ذرہ حرکت نکرے حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی ہیبت و تعظیم مین اپنے نفس کو اوس طرز پر مقید کرے جسطرح خود حضور والا صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے سامنے خاص حضوری مین رہتا حضور کا ادب کرے جیسا کہ اللہ تعالے نے ہمین اوس جناب کے لیے متادب ہونا سکھایا علامہ شہاب الدین خفاجی اوسکی شرح نسیم الریاض مین اسپر فرماتے ہین یفرض ذلک ویلاحظہ ویتمثلہ فکانہ عندہ یعنے ذکر شریف کے وقت یہ فرض ولحاظ کرے کہ خاص حضوری مین ہوں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صورت کا تصور

ایسا جاتا ہے کہ گویا حضور اسکے پاس جلوہ فرما ہین صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فاضل
رفیع الدینخان مرادآبادی تاریخ الحرمین مین لکھتے ہین شبے در طواف بودم و ہجوم بسیار
بود بخیال خود حضور آنحضرت را صلے اللہ تعالے علیہ وسلم یاد کردم و تصور نمودم کہ آنسرور
علیہ وآلہ الصلاۃ والسلام در طواف ہستند و جماعۃ صحابہ با آنحضرت طواف میکنند و من طفیل ایشان
درین مجمع حاضرم و روزے پیش آنبیت اللہ ایستادہ دعا میکردم و با خود قصہ روز فتح یاد کردم
و تصور نمودم کہ جناب اقدس نبوی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم در دروازہ ایستادہ اند
و صحابہ کرام بحسب مرتبہ و مقام خود در خدمت شریف حاضر اند و کفار قریش ترسان و ہراسان
در حضور آمدہ اند و آنحضرت از ایشان عفو فرمودہ ملاحظہ اینحال باعث شد بتوسل از آنجناب
و دعا در حضرت عزت جلت عظمتہ برائے مغفرت خود و جمیع اقارب و احباب و قضائے حوائج
دین و دنیا و نرجو من اللہ الاجابۃ ان شاء اللہ تعالی ؎ دوستان را کجا
کنی محروم ✿ تو کہ با دشمنان نظر داری ✿ الحمد للہ یہ سردست تمیز[۳۰] نصوص عظیم الفوائد
ہین اور جو باقی رہگئے وہ انسے بہت زائد ہین پھر منصف کو اسقدر بھی کافی اور مکابر متعسف کو دفتر
ناوافی نسأل اللہ العفو والعافیہ امین (تنبیہ لطیف) یہ تو شاہ عبد العزیز
صاحب کی تقریر سے روشن ہو لیا کہ جواز برزخ اطلاق آیات قرآنیہ سے ثابت و مستفاد
اور یہ بھی کہ حضرات اولیا کا امور طریقت مین مرجع و مسئول اور انکے ارشادات کا معمول و
مقبول ہونا آیہ کریمہ فاسئلوا اھل الذکر کا مفاد اور یہ بھی اونکے کلام مین اشارۃً اور
تقریر معلم ثالث مین صراحۃً گزرا کہ اولیائے طریقت مثل مجتہدان شریعت ہین اور خود
امام الطائفہ نے بھی صراط المستقیم مین اونکا مجتہد فی الطریقہ ہونا تسلیم کیا حیث قال اولیائے
کبار از اصحاب طرق امامت در فن باطن شریعت حاصل کردہ و اجتہاد در قواعد اصلاح

طلب کہ خلاصۂ دین متین سنت بہم رسانیدہ بودند مگر مجھے یہان یہ بیان کرنا ہی کہ
بطور حضرات نہ صرف جواز برزخ بلکہ اوسکی ترغیب شدید و تحریص اکید اور اوسکا
اقرب الطرق الی اللہ ہونا خود امام مجتہد شریعت کے صریح و روشن ارشادون
سے ثابت ہو لیا پوچھیے وہ کیونکر ہان وہ یون کہ کلمات مذکورہ جناب شیخ مجدد صاحب
پر پھر نظر ڈالیے دیکھیے یہ باتین اونمین صاف صریح موجود ہین یا نہین جب دیکھ چکے
تو اب جناب مرزا مظہر جانجانان صاحب کا کلام سنیے جنھین سن چکے کہ امام الطائفہ
کے جد و فرد جناب شاہ ولی اللہ صاحب کیسا کچھ جانتے تھے وہ تصریح فرماتے
ہین کہ حضرت مجدد نہ فقط طریقت مین مجدد بلکہ شریعت مین بھی امام مجتہد تھے مکتوب
پانزدہم مین لکھتے ہین حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کہ نائب کامل آنحضرت
اند بنائے طریقۂ خود را بر اتباع کتاب و سنت گذاشتہ اند و علما در اثبات رفع
سبابہ رسالہا مشتمل بر احادیث صحیحہ و روایات فقہیہ حنفیہ تصنیف کردہ اند تا
بجائیکہ حضرت شاہ یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرزند اصغر حضرت مجدد نیز درین باب رسالہ
تحریر نمودہ اند در نفی رفع یک حدیث بہ ثبوت نہ رسیدہ و ترک رفع از جناب
حضرت مجدد بنا بر اجتہاد واقع شدہ و سنت محفوظ از نسخ بر اجتہاد مجتہد مقدم ست
اب امام الطائفہ وغیرہ منکرین جنھین نہ طریقت مین لیاقت نہ شریعت مین مہارت
بھلا منصب تجدید و اجتہاد تو بڑی بات ہی ولی مجدد و امام مجتہد کے مقابل ایسونکی
زق زق کون سنتا ہی اگرچہ ع مغز ما خوردہ حلق خود دریدہ (تنبیہ الطف)
یہانتک تو امام مجتہد ہی کے قول سے ثبوت تھا امام الطائفہ کے ایمان پر خود ایک معصوم
صاحب وحی کی نص جلی سے جواز برزخ ثابت اب زیادہ تعجب کیجیے گا کہ یہ کیا

اگر امام الطائفہ کی سنی ہوتی تو تعجب نہ آتا وہ صراط المستقیم مین تصریح کرتا ہے
کہ اولیا مین جو حکیم ہوتا ہے جسے صدیق و امام و وصی بھی کہتے ہین اوسپر خدا کے یہان سے
وحی آتی ہے اوسے نہ صرف بعض احکام کونیہ غیب و شہادت و معاملات جزئیہ
سلوک و طریقت بلکہ خاص احکام کلیہ شریعت و ملت بے واسطہ انبیا بھی پہنچتے ہین وہ انبیا
کا ہم استاذ ہوتا ہے وہ انبیا کی مثل معصوم ہوتا ہے اوسپر خاص امور شرعیہ مین کچھ
تقلید انبیا مطلقا ضرور نہین بلکہ ایک وجہ سے وہ خود محقق ہوتا ہے اوسکا علم
جسے حکمت کہتے ہین علم انبیا سے اصلا کم نہین ہوتا صرف اتنا فرق ہے کہ انبیا پر علانیہ
وحی آتی ہے اور اوسپر پوشیدہ قال پوشیدہ نخواہد ماند کہ صدیق من وجہ مقلد انبیا میباشد و من وجہ
محقق در شرائع علوم کلیہ شرعیہ وارد بروے واسطہ میرسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیا
علیہم الصلاۃ والسلام پس در کلیات شریعت و حکم احکام ملت او را شاگرد انبیا ہم میتوان گفت و ہم استاد
انبیا ہم و نیز طریقہ اخذ آن ہم شعبہ ایست از شعب وحی کہ آنرا در عرف شرع بنفث فی الروع تعبیر
مینمایند و بعضے اہل کمال آنرا بوحی باطنی می نامند ہمین معنی را بامامت و وصایت تعبیر میکنند و علم
ایشانرا کہ بعینہ علم انبیاست لیکن بوحی ظاہری متلقی نشدہ بحکمت می نامند۔ لابد او را محافظی
مثل محافظت انبیا کہ مسمے بعصمت ست فائز میکنند۔ واین حفظ نصیبہ انبیا و حکمات و ہم این
عصمت نامند نہ دانی کہ اثبات وحی باطن و حکمت و وجاہت و عصمت مر غیر انبیا را مخالف
سنت واز جنس اختراع بدعت ست نہ دانی کہ ارباب این کمال از عالم منقطع شدہ اند او لمنقطع صراط
مستقیم معوج و نا مستقیم بھی چھپی ہین چھپی ہماری مطبوع مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۸۵ھ کے آخر ۳۸ صفحہ
سے ثلث صفحہ ۴۲ تک ان کفریات شنیعہ و رفضیات قطعیہ کا جوش دیکھ لیجیے خیر انکی اصطلاح
شیطانی پر حکیم و حکمت کے معنی تو معلوم ہو لیے کہ حکمت یہی علوم صدیقیت ہین جو ان باطنی

ساختہ نبیون کو بذریعہ وحی نہانی ملتے ہین اب ملاحظہ ہو کہ یہین یہین اسی بحث مین شاہ ولی اللہ صاحب
کو نہ نرا حکیم بلکہ سید الحکما کہا حیث قال این صد لقبیت راجاب سید الحکما وسید العلما اعنی الشیخ ولی اللہ
اقرب الوجود تعبیر میفرمایند اب کیا شک رہا کہ انکے ایمان پر شاہ صاحب بھی (استغفر اللہ) انھین بھی
چھپے رسولوں لوڑھے معصوموں مین ہین اور اونکے علوم بھی وحی نہانی سے اوپر اوترے اور او
پہنچ چکے کہ وہ انتباہ وغیرہ مین شغل برزخ کی کیسی کیسی تجویز و تحسین و تعلیم و تلقین کرتے ہین پھر اسکا انکار
نہ ہوگا مگر اپنے ساختہ پیغمبر کا رد کر کی انہی طور پر کافر ہو جانا غایت یہ کہ ظاہری پیغمبر کا منکر کھلا کافر اور
نہانی کا منکر ڈھکا کافر۔ والعیاذ باللہ رب العالمین العزۃ للہ ان حضرت نے بات بات پر
مسلمانون کو کافر مشرک بنایا یہان تک کہ انکے مذہب پر صحابہ و تابعین درکنار انکے ساختہ پیغمبرون
سے ہماری سچے رسولوں تک کوئی ارتکاب شرک سے محفوظ نہ رہا یہ اوسکی سزا ہی کہ ہر جگہ اپنی مونھ آپ
کافر ٹھہرتے ہین کہ کردو بیافت کما تدین تدان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز المنان
مولی تعالی صدقہ اپنے محبوبوں کا دین حق پر قائم رکھے اور ملت و سنت مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم پر دنیا سے اوٹھائے آمین الحمد للہ کہ یہ مختصر جواب مظہر صواب اوائل جمادی الآخرہ ۱۳۰۹
ہجریہ مین مرتب اور بلحاظ تاریخ الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ ۱۳۰۹ھ
ملقب ہوا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالی علی سیدنا
ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین امین والحمد للہ رب العلمین واللہ سبحنہ
وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتب

عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم